پروفیسر خالد شبیر احمد
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

(قسط نمبر:۶)

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

" چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ ان دنوں جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے، گورنمنٹ کے مقابل ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہوجائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں اور بفضلِ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ چکا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری مُحسن حکومت ہے۔ ان کی ظلِ حمایت میں ہمارفرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجے سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چن لیا تا کہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہوکر ظالموں کے حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کرسکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ میں ہی اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو؟ نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ ایک ہفتے میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز، بزرگ اور نامور رئیس تھے، جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے، جب وہ میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس مقصد سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہوگئے تھے۔ امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرادیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رُو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔

یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ، تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو، جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں نابود کردے گی اور یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ تم ان کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے

تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو، تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے نکاح میں لے لینا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو ذرا اور کسی سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو، تم سے کیسا سلوک کیا جاتا ہے؟ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو"۔ (تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۴، اشتہار مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۷ء)

۱۹۰۸ء میں حکیم نور الدین نے جب اقتدار سنبھالا۔ اسلامیان عالم خصوصاً ترکی سلطنت نامساعد حالات سے دو چار تھی۔ یہودیوں اور انگریز ترکی کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ استعماری طاقتوں نے سلطنت عثمانیہ کی حدود میں قومیت کے جذبات کو ابھار کر ترک قوم کو داخلی انتشار جیسے مسئلے سے دوچار کر دیا تھا۔ بلقان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جن میں ہرزی گووینا، بوسینیا، رومانیہ اور بلغاریہ بھی شامل تھیں۔ ترکوں کے خلاف بغاوت کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ نوجوان ترکوں کو ورغلا کر حکومت کے خلاف کر دیا گیا۔ انہوں نے "ینگ ٹرکس" کے نام سے ایک الگ تنظیم قائم کر لی۔ اس تنظیم کی غرض و غایت بھی سلطان عبدالحمید کو معزول کر کے اس کی جگہ محمد خامس نامی ایک شخص کو ترکی کا سلطان مقرر کرنا تھا۔ سلطنت عثمانیہ کے ان حالات کو دیکھ کر اردگرد کی غیر مسلم ریاستوں نے بھی ترکوں کے لئے مسائل پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ آسٹریا نے، بوسینیا اور ہرزی گووینا کی ریاستوں کے ساتھ الحاق کر کے انہیں ترکوں کے خلاف اُکسانا شروع کر دیا۔ اٹلی کی حکومت نے بھی ترکوں کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ کر کے ۱۹۱۲ء طرابلس پر حملہ کر دیا۔ جب ترکی نے مصر کے راستے اپنی فوج کو اٹلی کی فوجوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی تو انگریزوں نے مصر کے راستے ترک فوجوں کو راستہ دینے سے انکار دیا۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلقان نے بھی ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جو ترکوں کے زیر تسلط ایک ریاست تھی۔ انگریزوں نے ان بغاوتوں کو نہ صرف شہہ دی بلکہ اپنے سوچے سمجھے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ان کی فوجی مدد بھی کی۔ اس طرح ترکی کی عظیم سلطنت کو ان ریاستوں میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس شکست پر ہندوستان کے مسلمانوں میں اضطراب پھیل گیا۔ ہندوستان کے مسلم زعماء کی تمام حالات پر ایک گہری نگاہ تھی۔ وہ اس کے پس پردہ یہودی اور عیسائیوں کے مذموم مقاصد سے پوری طرح آشنا تھے۔ اور دل کی گہرائیوں سے سلطنت عثمانیہ کو بچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جنگ طرابلس اور بلقان کے موقع پر پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو غیرت ملی کے جذبات سے سرشار کر کے میدان عمل میں لا کھڑا کیا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور مولانا شبلی نعمانیؒ ترکوں کی حمایت میں پیش پیش تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے اخبارات کے ذریعے مسلمانوں کے اندر خلافتِ عثمانیہ کے دفاع کے لئے ایک تحریک کی صورت پیدا کر دی۔ جگہ جگہ جلسے کئے گئے، جلوس نکالے گئے، چندے کر کے طرابلس اور بلقان کے مسلمانوں

کی مدد کے لئے خطیر رقوم جمع کی گئیں ۔ ڈاکٹر مختار انصاری کی قیادت میں ایک بڑا وفد ترکی بھیجا گیا۔ تاکہ زخمی مسلمانوں کی مدد کی جاسکے ۔اس وفد میں آٹھ ڈاکٹر، چھ مرہم پٹی کرنے والے کارکن اور بارہ ایمبولینس کے رضا کار شامل تھے،اس کے علاوہ چند مسلمان طلباء اس طبی وفد میں شامل تھے۔جنہوں نے مسلمانوں کی خدمت کیلئے اپنے تعلیمی مستقبل کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ اس صورت حال کی عکاسی مولانا شبلی نعمانیؒ کے مندرجہ اشعار سے ہوتی ہے جو اس وقت ہر باشعور مسلمان کی زبان پر تھے۔

مراکش جا چکا نا رُس گیا اب دیکھنا یہ ہے ۔۔۔ کہ بچتا ہے یہ ترکی کا مریضِ ہمت جاں کب تک
یہ سیلابِ بلا جو بلقان سے بڑھتا چلا آتا ہے ۔۔۔ اسے روکے گا مظلوموں کی آہوں کا دھواں کب تک
زوالِ دولت عثمان، زوالِ شرع وملت ہے ۔۔۔ عزیزو فکر فرزند و عیال و خانماں کب تک
بکھرتا جاتا ہے شیرازۂ اوراقِ اسلامی ۔۔۔ چلیں گی تند بادِ کفر کی یہ آندھیاں کب تک

ہندوستانی مسلمانوں کا طبی وفد جب واپس ہندوستان پہنچا تو مسلمانوں نے اس کا عظیم الشان استقبال کیا۔مولانا شبلی نعمانیؒ نے اس موقع پر ڈاکٹر مختار انصاری کے پاؤں چھونے چاہے، ڈاکٹر صاحب نے انہیں منع کیا تو جواب نے مولانا نے کہا کہ ''یہ تمہارے پاؤں نہیں بلکہ اسلام کے مجسمۂ غربت کے پاؤں ہیں''۔

اِدھر ہندوستان کے غیرت مند مسلمانوں کے دل دشمنانانِ اسلام کا مسلمانوں کی صفوں میں سازشوں پر خون کے آنسو رو رہے تھے تو اُدھر قادیان کے بزعم خویش ''اصلی مسلمان'' اپنے قائد و پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی واضح جذبات کے عین مطابق یہودیوں اور عیسائیوں سے گٹھ جوڑ کر کے کیسی کیسی اسلام دشمن سرگرمیوں میں مصروف تھے۔اس کا تذکرہ بھی پیش خدمت ہے۔

پہلا مشن: لندن میں حکیم نور الدین نے خواجہ کمال الدین قادیانی کو خاص مشن پر مامور کر رکھا تھا جس کا برطانوی فارن آفس کے ذریعے صیہونی تنظیم (W.Z.O) کے ساتھ رابطہ تھا۔ بظاہر وہ ورکنگ مسجد کے انچارج تھے لیکن در پردہ قادیانی ہدایات کے عین مطابق دن رات اس پروپیگنڈے میں مصروف تھے کہ خلافتِ عثمانیہ چند دنوں کی مہمان ہے کیونکہ اس سلطنت کی تباہی کی پیش گوئی اُن کے ''نبی'' مرزا غلام احمد کر چکے تھے اس نے بقول'' تاریخ احمدیت'' نو سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ترکی کی حکومت زیادہ دیر نہیں چل سکتی، زوال اس کا مقدر ہو چکا ہے ۔ یورپ کے تمام یہودی قادیانیوں کے اس پروپیگنڈے میں خصوصی دلچسپی لیتے اور قادیانی تحریک کی ہر طرح سے حوصلہ بڑھاتے رہے۔تاکہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ان کی راہیں جہاں تک ممکن ہو جلد صاف کر سکیں۔لندن میں قادیانیوں کی یہودیوں کے حق میں یہ آواز پورے یورپ کے اندر سب سے پہلی آواز تھی۔

دوسرا مشن : مرزا محمود کو حکیم نورالدین نے ایک دوسرے مشن پر حجاز بھیجا۔ جو عربوں کو ترکوں کے خلاف اکسانے کا ایک مرکزی خطہ بن چکا تھا۔ برطانوی سامراج نے جب لارنس آف عریبیہ کے ذریعے عربوں کو نسلی امتیاز کی بنیادوں پر ترکوں کیخلاف مہم شروع کی تو اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے قادیانیوں سے بھی کام لینے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ مرزا محمود اسی کام کے لئے حجاز بھیجے گئے۔ قادیان میں ایسے قادیانی مبلغ موجود تھے جو بیک وقت قادیانی مبلغ بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ برطانوی ''انٹیلی جنس'' کے نمائندے بھی۔ انہی میں سے ایک قادیانی جس کا نام عبدالحئی تھا، جسے عربی زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا۔ مرزا محمود قادیانی کے ہمراہ اس مشن پر روانہ ہوا تا کہ عربوں کے ساتھ رابطے میں آسانی ہو۔ ان کے ساتھ تیسری اہم شخصیت مرزا ناصر نواب کی تھی جو رشتے میں مرزا محمود کے نانا تھے۔ یہ لوگ مکہ اور مدینہ کے گردونواح میں اپنی مذموم سرگرمیوں میں مصروف تھے کہ مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ جو حج کے لئے حجاز گئے ہوئے تھے، انہوں نے جب قادیانیوں کی سلطنت عثمانیہ کے خلاف سرگرمیاں دیکھیں تو قادیانیوں کا محاسبہ کیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص ایک جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کی اولاد ہے جو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے عربوں کے درمیان ترکوں کے خلاف نفرت کے بیج بو رہا ہے۔ چند ہی دنوں میں حالات تبدیل ہو گئے عربوں کو معلوم ہو گیا مرزا محمود ہندی کذاب کا بیٹا ہے اور ہمارے درمیان ارتداد پھیلا رہا ہے۔ چنانچہ مرزا محمود جہاں سے گزرتا عرب اشاروں سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے ''ھذا ابن کاذب'' اسی دوران مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے مرزا محمود کو مناظرے کا چیلنج بھی دیا جس کے بعد حکیم نورالدین کے اس قادیانی وفد کا مکہ اور مدینہ میں ٹھہرنا بہت مشکل ہو گیا اور وہاں سے انہیں بھاگنا پڑا۔ مرزا محمود نے اپنے اس مشن کی روئیداد اس طرح بیان کی ہے۔

''میں (مرزا محمود) نے وہاں (مکہ مکرمہ) تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی۔ اُس وقت وہاں حکومتِ ترکی کا وہاں چنداں اثر تھا۔ اب تو شاہ حجاز کی گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستان سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی مگر اُس وقت یہ حالت نہ تھی اُس وقت وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر لیتے تھے۔ مگر میں نے وہاں تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر فارغ ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپا مارا گیا اور مالک کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا یہاں کوئی شخص تھا'' (الفضل قادیان ۷ر مارچ ۱۹۲۱ء)

تیسرا مشن : حکیم نورالدین نے ترکوں کے خلاف یہودیوں اور انگریزوں کی حمایت میں تیسرا مشن ۲۶ر جولائی ۱۹۱۳ء کو مصر روانہ کیا۔ اس مشن میں زین العابدین ولی اللہ شاہ اور شیخ عبدالرحمٰن شامل تھے انگریز سامراج اس وقت مصر، شام اور عراق میں ترکوں کے خلاف سرگرم عمل تھا۔ مصر مرکز تھا، جہاں سے سارے اسلامی علاقوں میں انگریزوں اور یہودیوں کے جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ ادھر لارنس آف عریبیہ اپنے مشن پر صحرائے سینائی میں مصروف عمل تھا۔ انگریز شریف حسین مکہ کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر اُکسانے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا کہ قادیانیوں کا یہ مشن انگریزوں اور یہودیوں

کی اعانت کے لئے مصر پہنچا۔ زین العابدین اور شیخ عبدالرحمٰن قادیانی نے مصر پہنچ کر برطانوی ریذیڈنٹ جنرل کچز سے رابطہ قائم کیا۔ کچھ عرصہ تک ان دونوں نے ترک اقتدار کے خاتمے کیلئے برٹش ایجنسیوں کے ساتھ مل کر کام کیا بعد میں ولی اللہ زین العابدین شیخ عبدالرحمٰن کو مصر میں چھوڑ کر خود برٹش ایجنسی کی ہدایت پر بیروت (لبنان) روانہ ہو گیا۔ بیروت میں اس قادیانی نے عام مسلمانوں میں بڑا اثر رسوخ حاصل کر لیا۔ اس لئے کہ اس نے بظاہر ترکوں کے حامی کا روپ دھار لیا تھا۔ ہندوستان کے اندر چونکہ ترکوں کی حمایت میں ایک پر زور تحریک جاری تھی، اس لئے ترک اہل ہندوستان کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہی حالات سے فائدہ اٹھا کر زین العابدین نے بیروت، حلب، بیت المقدس میں برطانوی انٹیلی جنس کی ہدایت کے مطابق بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ صلاح الدین ایوبیؒ کالج میں ترکوں کی سفارش پر لیکچرر مقرر ہو گیا۔ زین العابدین قادیانی تحریک جاسوسی میں ایک اہم مقام اور منفرد حیثیت کا حامل ہے جسے ''عجمی لارنس'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس شخص نے ترکوں کے زوال، یہودیوں اور انگریزوں کے اقتدار کے لئے بڑی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس لئے اس کے بارے میں چند اہم معلومات مہیا کرنا انتہائی ضروری ہیں۔ شام کے ایک فاضل محقق محمد منیر القادری نے اپنی کتاب ''القادیانیت'' میں جنگ عظیم کے دوران قادیانیوں کے جاسوس کردار سے پردہ اٹھاتے ہوئے اس طرح تحریر کیا ہے۔

''اور یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ قادیانیوں سے چشم پوشی مسلمانوں کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ خصوصاً جاسوسی کے بارے میں کیونکہ پہلی جنگ عظیم کے وقت انگریزی سامراج نے ایک قادیانی مسمّی ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا جس نے وہاں یہ ظاہر کیا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کا بہی خواہ ہے اور مسلمان ہے۔ عثمانی دھوکہ کھا گئے اور اس کو پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کے پاس بھیج دیا، جس نے اس کو ۱۹۱۷ء میں القدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر مقرر کر دیا۔ بعد میں جب انگریزی افواج دمشق میں داخل ہوئی تو مذکورہ ولی اللہ زین العابدین اس لشکر میں شامل ہو گیا''۔ (محمد منیر القادری، القادیانیت دمشق ص۱۴)

شورش کاشمیری اسی قادیانی جاسوس کے بارے میں اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں یوں رقم طراز ہیں۔

''پہلی جنگ عظیم ۱۸-۱۹۱۴ء میں عرب ریاستوں کے احوال و آثار اور اسرار و وقائع چوری کرنے کے لئے مرزا محمود نے اپنے مریدوں کی ایک کھیپ مہیا کی۔ ہندوستانی فوج کی ہر کمپنی کے ساتھ جاسوسی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے ایک یا دو قادیانی منسلک کئے گئے۔ کئی ایک معتمد ترکی بھیجے گئے۔ جنہوں نے مقامی ملازمت کے پردے میں سکاٹ لینڈ یارڈ کی حسب ہدایت کام کیا۔ دمشق میں مرزا محمود کا سالہ زین العابدین ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت قدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر لگ گیا۔ لیکن جس روز انگریزی فوج دمشق میں داخل ہوئی وہ انگریزوں کے کمانڈر کے ماتحت ہو گیا اور کئی ایک معتمد ترکوں کو قتل کروانے میں حصہ لیا۔ اس کا چھوٹا بھائی میجر حبیب اللہ شاہ فوج میں ڈاکٹر تھا، اس کو بغداد فتح ہونے پر عارضی طور پر گورنر مقرر کیا گیا۔ جب ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت کو مرزائیوں کے خدوخال کا پتہ چلا

تو ان کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث ان سب کو وہاں سے نکال دیا''۔ مرزا محمود نے جمعہ کے خطبہ (مطبوعہ الفضل ۱۹۲۳ء) میں اعتراف کیا: ''عراق فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں لوگ بھرتی ہو کر گئے''۔

بہرحال یہ قصہ آئندہ آنے والے صفحات پر بھی جاری رہے گا۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ حکیم نورالدین کے مشن پر بھیجے گئے خصوصیت کے ساتھ یہ دو شخص زین العابدین اور شیخ عبدالرحمٰن برطانوی مقاصد کے حصول کیلئے کتنے مفید اور کارآمد ثابت ہوئے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصر کے اندر ایک مدت تک خصوصی مشن پر فائض رہ کر برطانوی انٹیلی جنس اور قادیان کے درمیان ایک خصوصی رابطے کا کام دیتا رہا۔ شیخ عبدالرحمٰن کے بارے میں قارئین کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ وہی شیخ عبدالرحمٰن ہے جو تاریخ قادیان میں شیخ عبدالرحمٰن مصری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس نے بغداد میں مرزا محمود کے خلاف اس کی اخلاقی بے راہ روی اور بے شمار جنسی سیکنڈلوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ یہ کہانی مرزا محمود کے باب میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوگی، یہاں پر صرف یہی بتانا مقصود ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن نے جی ڈی کھوسلہ کی عدالت میں بیان دیا تھا کہ ''مرزا محمود زنا کار ہے، تقدس کے پردے میں عورتوں اور لڑکوں کو ہوس کا نشانہ بناتا ہے اور یہ بھی کہ مرزا محمود نے ایک سوسائٹی بنا رکھی ہے جس میں زنا ہوتا ہے''۔

۱۹۱۳ء میں حکیم نورالدین کی ہدایت پر انڈیا آفس کے ایماء پر قادیانی پرچے ''البدر'' کے ساتھ ایک عربی ضمیمہ کی اشاعت کا فیصلہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جس میں عربوں کی ترک مخالفت کو فوقیت حاصل تھی۔ اس مخالفت کو ابھارنے کے لئے اس عربی ضمیمہ میں بڑا زبردست مواد پیش کیا جاتا تھا کہ برطانوی سامراج کی مذموم حکمت عملی عربوں کو ترکوں کے خلاف لڑا دیا جائے تاکہ ترک حکومت اپنے اس اندرونی خلفشار سے بہت جلد کمزور ہو کر دنیا سے نیست و نابود ہو جائے اور اس کی جگہ سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کر کے مختلف حصوں پر اپنا اثر و رسوخ کو قائم رکھتے ہوئے فلسطین کے اور یہودیوں کی اسرائیلی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا جا سکے۔ یہ ضمیمہ اس کا سب سے بڑا پرچار کرتا تھا۔ اسی قسم کا پرچہ عرب بیرو قاہرہ نے فارن آفس لندن کی ہدایت پر جاری کیا جس کا نام عرب بلیٹن تھا۔ قادیانی پرچے کی مشرق وسطیٰ اور دیگر عرب ریاستوں میں بڑے وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔

ادھر یہ داستان چل رہی ہے۔ کتاب کے آئندہ صفحات پر اس کی مزید تفصیل نذر قارئین کی جائے گی لیکن چلتے چلتے قادیانی دجل کی ایک تصویر بھی ملاحظہ فرمائیں، جو ''تاریخ احمدیت'' جلد ہشتم کے صفحہ ۵۵۵ پر اس طرح پیش کی گئی ہے: ''قبضہ فلسطین کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کے بعد اب ہم بتاتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضور کی قیادت میں احمدیہ، پریس سلسلہ احمدیہ کے مبلغین بلاد عربیہ اور غربیہ کی تمام ہمدردیاں شروع سے ہی مسئلہ فلسطین کے بارے میں مسلمانان عالم کے ساتھ تھیں اور وہ یہودیوں کے ناپاک عزائم کو نفرت اور حقارت سے دیکھتے اور ان کی سازشوں کو اسلام اور مسلمانوں کیلئے سخت خطرہ سمجھتے تھے اور عرب مفادات اور مطالبات کی ترجمانی کا کوئی موقعہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔

۳۱ جنوری ۱۹۳۹ء کو عیدالاضحیٰ کی تقریب تھی۔ اس موقع پر امام مسجد لندن مولوی جلال الدین شمسی نے ایک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے فلسطین میں یہودیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر سخت تشویش کا اظہار کیا''۔

ان سطروں پر اب کیا تبصرہ کیا جائے سوا اس کے کہ بے اختیار منہ سے نکلتا ہے:

''ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو''

یا پھر

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

القاسم اکیڈمی کی تازہ، عظیم اور شاہکار علمی پیش کش

شرح شمائل ترمذی (جلد اول)

ایک نادر تحفہ

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک عظیم خوشخبری

حدیث کی جلیل القدر کتاب شمائل ترمذی کی سہل و دلنشین تشریح، سلجھی ہوئی سلیس تحریر، اکابر علماء دیوبند کے طرز پر تفصیلی درسی شرح، لغوی تحقیق اور مستند حوالہ جات، متعلقہ موضوع پر ٹھوس دلائل و تفصیل، رواۃِ حدیث کا مستند تذکرہ، متنازعہ مسائل پر تحقیق اور قولِ فیصل، معرکۃ الآراء مباحث پر جامع کلام، علماء دیوبند کے مسلک و مزاج کے عین مطابق' جمالِ محمد ﷺ کا محدثانہ منظر، نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے، اردو زبان میں پہلی بار منصۂ شہود پر

صفحات : 600 قیمت : 240/=

ناشر : القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد' نوشہرہ' سرحد' پاکستان